بجواب "ائمہ تلبیس" تالیف ابوالقاسم صاحب رفیق دلاوری

مؤلفہ

سید نجم الدین مہدوی

منشی فاضل، فضل العلما (مدراس)

التماس

ایک کتاب "ائمہ تلبیس یا عمارتگران ایمان" کے نام سے شائع ہوئی ہے جسکے مؤلف نے مدعیان الوہیت و نبوت و مسیحیت و مہدیت کے حالات لکھنے کا دعوے کیا ہے۔

اس کتاب میں ایسے لوگوں کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے جو مذکورہ معیار پر صحیح نہیں اترتے۔ اور بعض ایسے لوگوں کا ذکر چھوڑ دیا گیا ہے جو اسی قسم کے دعاوی رکھتے تھے۔ عموماً تمام حالات کے بیان کرنے میں تعصب و عناد اور سخت کلامی سے کام لیا گیا ہے جو تذکرہ نویسی کے فرائض کے خلاف ہے۔

جن لوگوں کا تذکرہ کیا گیا ہے انھیں زر طلب اور شارع اسلام سے دور ثابت کرنے پر زور دیا گیا ہے حالانکہ ان میں بعض ایسے ہیں جن کی نسبت ایسا خیال کرنا درست نہیں۔

تذکرہ نویسی کی اصلی غرض لوگوں کو صحیح معلومات حاصل کرانا ہے اگر ناظرین کے روبرو صحیح واقعات پیش نہ ہوں تو اس سے اصلی غرض پوری نہ ہوگی۔ خصوصاً جس غلط بیانی سے کسی کی نسبت غلط فہمی پیدا ہونے کا امکان ہو تو اس سے اتحاد اسلامی کو نقصان پہنچے اور مسلمانوں میں باہمی منافرت پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔

اس وقت کل کتاب پر تبصرہ کرنا مقصود نہیں اور نہ اس سے بحث ہے کہ دوسرے تمام صاحبان تذکرہ کے حالات اور ان کے ماخذ کہاں تک صحیح ہیں۔ اس وقت اس کتاب کے صرف اس حصہ سے متعلق جناب مؤلف کو نمونۃً بعض اصولی اور اہم غلطیوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ جو حضرت سید محمد جونپوریؒ اور مہدویہ سے تعلق رکھتا ہے۔

چونکہ اس سے دوسرے برادران اسلام کو مذہب مہدویہ اور مہدویہ کی نسبت غلط فہمی پیدا ہونے کا احتمال ہے۔ اسلئے اس مختصر مضمون کو رسالہ کی صورت میں شائع کردیا جاتا ہے تاکہ عام برادران اسلام کے لئے انکشاف حقیقت کا اور مہدویہ کے لئے ترقی معلومات کا باعث ہو۔ فقط

السید نجم الدین غفرلہ
منشی فاضل۔ افضل العلماء

کتاب "التقبیس التحقیق" اُس کے دیکھنے سے اور بہت سے
شکوک و شبہات جو ایک متلاشیِ حق و صداقت کے ذہن میں پیدا ہونے کی
گنجائش ہے اُن سب سے اس وقت قطع نظر کرتے اور اس کام کو کسی اور
فرصت پر موقوف رکھتے ہوئے فی الحال مؤلف صاحب کی توجہ اِن کتاب کے صرف
اُن مباحث کی طرف مبذول کرانا ضروری سمجھا ہوں جو حضرت سید محمد جونپوری
علیہ السلام اور مہدویہ کے حالات و واقعات اور معتقدات سے متعلق درج
کئے گئے ہیں۔

متعدد مقامات پر اعتراف کیا گیا ہے کہ آپ کی اس تحریر کا ماخذ
ہدیۂ مہدویہ (مؤلفہ مولوی ابو رجا زمان خاں صاحب) ہے اور
اکثر مقامات پر "ہدیۂ مہدویہ" کے حوالے بھی دئے گئے ہیں جس سے اس اعتراف کی تائید
ہوتی ہے لہٰذا اس اعتراف کے مدنظر حسبِ ذیل سوالات قابلِ غور اور طلب ہیں۔
(۱) جناب نے "ہدیۂ مہدویہ" کے مندرجہ مضامین کے صحیح یا غلط ہونے کی
کس حد تک جانچ پڑتال کی اور اس جانچ پڑتال کے لئے کونسے [illegible]

(۲) اگر دریافت صحت کے کوئی ذرائع بہم پہنچائے گئے ہیں تو اُن کی توضیح فرمائی جائے تاکہ متلاشیانِ حق و صداقت اُن جانچ پڑتال کے ذرائع کو بھی جانچ سکیں۔

(۳) اگر کسی تحقیق و تنقید کے بغیر "ہدیۂ مہدویہ" کے مندرجہ مضامین اخذ کرلئے گئے ہیں تو بتایا جائے کہ ایسا کرنا کہاں تک حق بجانب ہوسکتا ہے جبکہ "ہدیۂ مہدویہ" کے مؤلف نے اقرار و اظہار کیا ہے کہ یہ کتاب "مہدویہ" کے رد میں لکھی گئی ہے۔ مزید براں خود مؤلف صاحب ہدیہ" کی بدزبانی و بدگوئی۔ واقعات و عقائد میں تحریف لفظی و معنوی۔ اور سب سے بڑھ کر ان کا دلخراش پیرایۂ نگارش جو طعن و تشنیع اور استہزاء و توہین سے مملو ہے اس حقیقت کو کالنور علی شاہق الطور ظاہر کرتا ہے کہ "مؤلف صاحب ہدیہ" مہدویہ کے مقابلہ میں صاف معاندانہ یا کم از کم فریقِ مخالف کی حیثیت ضرور رکھتے ہیں۔ پس کسی معاند یا فریقِ مخالف کے کسی ایسے بیان سے جس پر کسی قسم کی تنقید و تحقیق نہ کی گئی ہو اور اُس کے فریقِ مقابل کی طرف سے اُس کی کیا تردید یا صفائی پیش کی گئی ہے یا کم سے کم اسکی اصلیت کے متعلق اس فریق کو اقرار ہے یا انکار۔ اِن سب ضروری اُمور سے اغماض کرتے ہوئے بھی جیسا آپ نے کیا ہے اُس کے فریقِ مقابل یعنے "مہدویہ" پر کوئی الزام قانوناً یا شرعاً ثابت ہوسکتا ہے؟

(۴) اگر کسی فریقِ مخالف کے محض بیان سے اس کے فریقِ مقابل پر کسی طرح کا الزام عائد کرنا قانوناً و شرعاً درست نہیں تو پھر آپ کا "ہدیۂ مہدویہ" کے مندرجہ مضامین کو اُسی حالت میں بغیر تنقید و تحقیق اور جانچ پڑتال کے اپنی کتاب "تنبیہ" میں

میں درج کر کے اُس کو خود صحیح باور کرنا اور ناظرین کے روبرو اُس کو باوثوق حقیقت کی صورت میں پیش کرنا بلکہ اُس یکطرفہ بیان کو معترضانہ تک بندی و خیال آرائی کی بنا قرار دینا قانوناً یا شرعاً کس حد تک درست ہے؟

(۵) اگر کسی فریق مخالف کے مجرد بیان سے اُس کے فریق مقابل پر کسی تنقید و تحقیق کے بغیر الزام عائد ہو سکتا ہے تو بتایا جائے کہ بعض معاندین اسلام مثلاً آریہ اور عیسائیوں نے اسلام یا بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم (ارواحنا فداہ) کے حالات و واقعات و معتقدات کے متعلق جو تحریرات شایع کئے ہیں اور ان سب کا ماخذ بعض اسلامی تالیفات یا آیاتِ قرآنی و احادیث رسالت پناہی کو قرار دیکر اِن سے غلط اور بے سرو پا توجیہات اخذ کئے ہیں کیا اِن تمام تحریرات سے اسلام یا بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم یا مسلمان مورد الزام ہو سکتے ہیں؟

(۶) اگر کسی غیر مسلم معاند کا ہر بیان کسی تنقید و تحقیق کے بغیر مسلمانوں کے مقابلہ میں ان پر الزام ثابت ہو جانے کے لئے کافی ہے تو ایسا کرنا یا کہنا اصول قانونی سے منطبق نہیں اور کوئی مسلمان تو ایسا نہیں کہہ سکتا۔ پس جب معاندین اسلام کے یہ بیانات اُن کی حقیقت کی جانچ پڑتال کئے بغیر اسلام اور مسلمانوں کو مورد الزام نہیں بنا سکتے اور اُن کے حق میں صحیح تسلیم نہیں کئے جا سکتے تو پھر مؤلف "ہدیہ" کے مجرد بیانات اور اعتراضات و الزامات بھی "مہدویہ" یا مذہب مہدویہ کے حق میں بغیر تنقید و تحقیق کے کس طرح تسلیم کئے جا سکتے ہیں کیونکہ مؤلف ہدیہ کی مہدویہ کے مقابلہ میں وہی حیثیت ہے جو سر ولیم میور شردہانند یا راجپال کی اسلام و بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم یا مسلمانوں کے مقابلہ میں ہو سکتی ہے۔

۱۰۔ بعض واقعات آپ نے ایسے بھی درج کیے ہیں جن کا ماخذ نہیں بتایا گیا کہ یہ واقعات کن کتابوں سے اخذ کئے گئے ہیں مثلاً صفحہ ۲۹۹ پر آپ نے لکھا ہے کہ:-

"مہدویہ لکھتے ہیں کہ سید نے بعالم رویا یا نیم بیداری کی حالت میں ایک شخص کو دیکھا جس کے چہرے پر آثار تقدس و بزرگی ہویدا تھے وہ سید کو مخاطب کرکے کہہ رہا تھا کہ تو ہی مہدی موعود ہے"

اس تحریر سے صرف یہ پتا لگتا ہے کہ مہدویہ نے ایسا لکھا ہے۔ لیکن کس کتاب میں لکھا ہے اس کا کوئی ذکر نہیں ہے کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ یہ واقعہ آپ نے جس کتاب سے لیا ہے اس کا نام کیا ہے؟ اس کا مولف کون ہے اور کس درجہ کا ہے اور اس کی اصل عبارت کیا ہے؟

۱۱۔ عقائد مہدویہ کے ضمن میں جو کچھ لکھا ہے وہ واقعات و حالات سے بھی زیادہ تحقیق طلب ہے مثلاً صفحہ ۳۹۵ پر لکھا ہے کہ:-

"مہدوی کہتے ہیں کہ خاتم النبیین سے مراد یہ ہے کہ کوئی پیغمبر صاحب شریعت جدیدہ آنحضرت صلعم کے بعد پیدا نہ ہوگا اور اگر نبی تبع شریعت کا پیدا ہو تو منافی آیہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کا نہیں ہے اور سید محمد جونپوری پیغمبر تبع ہیں"

مہدویہ کا یہ قول آپ نے کس کتاب سے لیا ہے۔ اگر یہ مہدویہ سے آپ نے لیا ہے جو ا

خرافات سے بھرا ہوا ہے تو قانوناً و شرعاً آپ کا فرض تھا کہ پہلے آپ یہ تحقیق کر لیجیے
کہ مؤلف صاحب ہدیہ نے جو کچھ لکھا ہے وہ کس حد تک صحیح ہے؟ پس سنئے یہ
یہ قول یا اعتقاد مؤلف ہدیہ کا ہو تو ہو لیکن مہدویہ تو ختمیت نبوت کے قایل
و معتقد ہیں۔ میں آپ سے مطالبہ کرتا ہوں کہ بتایا جائے کہ کسی مخالف و معاند
مہدویہ کے مجرد قول سے تمسک کرتے ہوئے مہدویہ کو ختمیت نبوت کے قائل و
معتقد نہ ہونے کے الزام دینے میں آپ کہاں تک حق بجانب ہیں؟

اسی طرح صفحہ ۱۴۳ پر آپ نے لکھا ہے کہ:-

"مہدی جونپوری لوگوں کو حج بیت اللہ سے باوجود فرضیت
استطاعت کے منع کیا کرتے تھے اور اپنے خلیفہ میاں دلاور
کے حجرے کو منزلہ کعبہ کے ٹھہرایا تھا کہ اس کے تین طواف کعبہ
کے سات طواف بلکہ تمامی ارکان حج کے قایم مقام قرار دیتے تھے"

آپ نے خود اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام حج کو تشریف
لے گئے ہیں۔ نیز ہدیہ مہدویہ کے مؤلف صاحب نے بھی خود حضرت مہدی
علیہ السلام اور صحابہ و خلفائے آنحضرت علیہ السلام کے حج کو جانے کا اعتراف
کیا ہے۔ آج تک بھی ہر وہ مہدوی جس کو حج کے اسباب و شرائط میسر
ہوتے ہیں فریضہ حج ضرور ادا کرتا ہے۔ چنانچہ خود مؤلف صاحب ہدیہ جب
حج کو گئے تھے تو کئی معاندین مہدویہ ادائی فریضہ حج میں مؤلف صاحب ہدیہ
کے ہمسفر تھے۔ اس کے مقابل مؤلف صاحب کا یا آپ کا یہ دعوے کہ مہدی
جونپوری لوگوں کو حج بیت اللہ سے باوجود فرضیت و استطاعت کے منع کیا کرتے

مخالفت کے خوف سے ۔ آپ اپنے دعوے کے ثبوت میں "ہدیۂ مہدویہ" کا حوالہ دیکر
جس کے مؤلف "مہدویہ" کے شدید ترین معاند ہیں اور جن کی کتاب غلط نتائج اور
اتہامات سے مملو ہے [illegible] نہیں ہو سکتے ۔ بلکہ اس امر کی تصحیح نقل کی تمام تر
ذمہ داری آپ پر [illegible] ہے کہ فرضیت و استطاعت کے باوجود حضرت مہدی
علیہ السلام نے لوگوں کو حج سے منع کیا آپ نے مہدویہ کی کس کتاب میں دیکھا ہے اور
کس کتاب سے نقل کیا ہے۔

کتب مہدویہ میں صرف یہ واقعہ ملتا ہے کہ ایک عورت کو جس کے پاس
کچھ زاد و راحلہ تو تھا لیکن اس کا کوئی محرم نہیں تھا جس کے ساتھ وہ سفر حج کر سکتی
حضرت مہدی علیہ السلام نے حکم دیا کہ روپیہ فی سبیل اللہ مستحقین پر صدقہ کردے
اور خود [illegible] دائرہ کے گرد [illegible] کا طواف کرے چنانچہ اس نے حکم کی تعمیل کی اور
تیسرے ہی چکر میں تجلیات ربانی سے مستغرق اور مدہوش ہو گئی

اس تمام واقعہ کی صورت ظاہر ہے کہ جب اس عورت کے ساتھ کوئی محرم نہیں تھا
تو اس پر فرضیت حج ثابت نہیں تھی اور پھر اس واقعہ میں نہ فرضِ حج ادا ہونے کا
ذکر ہے اور نہ تین طواف کو کعبۃ اللہ کے سات طواف یا تمامی ارکان حج کا قائم مقام
قرار دیا گیا ہے بلکہ صرف حج کا مقصد حاصل ہونے کی بشارت معلوم ہو رہی ہے اور
ظاہر ہے کہ مقصدِ حج پانا اور فرضِ حج ادا ہونا دو علیحدہ مسئلے ہیں۔

کیا [illegible] عورت پر جہاں شرائط وجوب حج موجود نہ ہوں فرضیت و
[illegible] لوگوں کو حج بیت اللہ سے منع کرنے کا اطلاق صحیح ہو سکتا ہے؟
[illegible] علیہ السلام کا [illegible] کوئی اور واقعہ پیش کر سکتے ہیں تو بیان

کہ اور کن لوگوں کو استطاعت و فرضیت کے باوجود حج سے منع کیا گیا تھا؛

اگر آپ اپنے اس دعوے پر دلائل سے ثبوت نہ پیش کر سکیں اور ہرگز نہ کر سکیں گے تو یقیناً ایک جماعت کثیر کے مقتدا و معتقد علیہ امام علیہ التحیۃ والسلام پر افترا و اتہام اور ایک فرقہ کے معتقدات کی نسبت غلط فہمی پیدا کر کے مسلمانوں میں دشمنی و منافرت پھیلانے کے مرتکب ہوئے ہیں آپ ہی کہیے کہ ایسے شر و فتن پیدا کرنے والے کی نسبت شریعت اسلامیہ کیا سزا تجویز کرتی ہے۔

یہ تو اصل واقعات کا اظہار تھا جس کے نظر کرتے ہی بے اصل الزام کی حقیقت ظاہر ہو جاتی ہے۔ آئیے مزید توضیح کے لئے اس قسم کی مثالیں مشہور اولیاء اللہ کے حالات میں ہم بتاتے ہیں۔

حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ مشہور ہے کہ آپ حج و عمرہ کے ارادے[۵] سے جا رہے تھے راستہ میں ایک بزرگ نے ٹوک کر کہا کہ جو کچھ تمہارے پاس زادِ راہ ہے وہ میرے روبرو رکھ دو اور میرے اطراف سات طواف کر لو اور یہ سمجھ لو کہ تم نے سعی صفا اور حج و عمرہ ادا کر لیا۔ اور مراد حاصل ہو گئی چنانچہ بایزید نے ان کی بات مان لی۔

---

۵ حضرت مولانا روم نے مثنوی میں حضرت بایزید کے واقعہ کو جس طرح لکھا ہے اس کا ضروری اقتباس یہ ہے:-

سوئے مکہ شیخ امت بایزید — از برائے حج و عمرہ می دوید
بایزید اندر سفر جستے بسے — تا بیابد خضر وقت خود کسے
دید پیرے با قدے ہمچون ہلال — بود در وے فر و گفتار رجال
بایزید او را چو از اقطاب یافت — مسکنت بنمود و در خدمت شتافت
گفت عزم تو کجا اے بایزید — رخت غربت را کجا خواہی کشید
گفت قصد کعبہ دارم از پگہ — گفت ہین با خود چہ داری زاد رہ
گفت دارم از درم نقرہ دویست — نک ببستہ سخت بر گوشہ ردیست
گفت طوفے کن بگردم ہفت بار — وین نکوتر از طواف حج شمار

[illegible]

نفحات الانس میں حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ :-

"شیخ ابو سعید ابو الخیر ہر مریدے را کہ اندیشۂ حج بودے بسرِ خاک
پیر ابو الفضل فرستادے و گفتے کہ آں خاک را زیارت کن و ہفت
بار گرد آں خاک طواف کن تا مقصود حاصل شود"

حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کے واقعہ میں زادِ راہ مہیا ہونا۔ اس بزرگ کا خود زادِ راہ طلب کر لینا۔ خود کو بیت اللہ سے زیادہ برگزیدہ بتانا۔ اپنے طواف کو حج و عمرہ کی ادائی سمجھنے اور حج سے کہیں زیادہ بہتر جاننے کی ہدایت کرنا صراحتاً موجود ہے۔ حضرت ابو سعید ابو الخیر رحمۃ اللہ علیہ کا پیر ابو الفضل کی قبر کا طواف کرنے کی ہدایت کرنا کوئی اتفاقی واقعہ نہیں بلکہ ہر اس مرید کو جسے حج کا خیال ہوتا یہی حکم دینے کا استمراری عمل ثابت ہو رہا ہے۔ یہ سب وجوہ مہدویہ سے متعلقہ واقعہ میں نہیں پائے جاتے ہیں۔ پس کیا بدرجۂ اولیٰ اِن واقعات سے بھی یہی نتیجہ نکالا جائیگا اور وہ صحیح بھی ہوگا کہ حضرت بایزیدؒ نے اس بزرگ کی ذات کو اور حضرت ابو سعید ابو الخیرؒ نے حضرت ابو الفضل کی قبر کو بمنزلہ کعبہ کے ٹھیرایا تھا کہ انکے طواف کو کعبۃ اللہ کے طواف بلکہ تمامی ارکانِ حج کا قایم مقام قرار دیتے تھے۔ اگر ایسا کہنا

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ

وآں درم ہا پیش من نہ اے جواد — داں کہ حج کردی و حاصل شد مراد — عمرہ کردی عمر باقی یافتی — صاف گشتی بر صفا بشتافتی

حق آں حقی کہ جانت دیدہ است — کہ مرا بر بیت خود بگزیدہ است — چوں مرا دیدی خدا را دیدۂ — گرد کعبۂ صدق برگردیدۂ

خدمت من طاعت و حمد خداست — تا نپنداری کہ حق از من جداست — چشم نیکو باز کن در من نگر — تا ببینی نور حق اندر بشر

کعبہ را یکبار بیتی گفت یار — گفت یا عبدی مرا ہفتاد بار — بایزید آں نکتہ ہا را ہوش داشت — ہمچو زریں حلقہ اش در گوش داشت

صحیح نہیں اور اس کی روحانی توجیہات ہو سکتی ہیں جن کی طرف مولانا رومؒ نے اشارہ کیا ہے اور ملک العلماء بحر العلوم نے شرح مثنوی میں انکی کچھ توضیح کی ہے۔ تو پس اسی طرح حضرت بندگی میاں شاہ دلاور رضی اللہ عنہ کے حجرے کے طواف کی نسبت بھی یہ عقیدہ کبھی درست نہیں اور اسکی بھی وہی توجیہات ہو سکتی ہیں۔

(۹) اسکے علاوہ متعدد تاریخی واقعات آپنے ایسے درج کئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ امامنا مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے اصحابؓ وغیرہ کے اصلی حالات و سوانح حیات سے محض ناواقف ہیں یا اگر واقف ہیں تو بعض متعصب مورخین کی طرح عمداً مخالفانہ و معاندانہ پہلو اختیار کیا ہے چنانچہ اسکی چند مثالیں یہاں لکھی جاتی ہیں۔ مثلاً صفحہ (۳۰۶) پر آپ نے لکھا ہے کہ:

"جب سید محمد خرابۂ دنیا سے معمورۂ عقبیٰ کی طرف روانہ ہوا تو میاں خوندمیر نے اپنے پیر و مرشد کے وصال کرتے ہی ایران سے اپنے وطن مالوف گجرات کاٹھیاواڑ کو مراجعت کی"

ے بحر العلوم شرح مثنوی میں لکھتے ہیں قولہ گفت طوفے کن بگرد مہفت بار الخ ۔ دریں اشارۃ است تا آنکہ چنانکہ ظہور ذات با سماء و صفات در صورت انسانیہ است ہمچنیں در صورت کعبہ اگرچہ در ہر دو ظہور مختلف است کہ در صورت انسانیہ ظہور ذات با سماء و صفات الٰہیہ است با جمیع کونیہ۔ پس انسان مظہر اتم است بخلاف کعبہ کہ در وے ظہور جمیع صفات منفعلہ کونیہ نیست و نیست ملا در وے مگر ذات با سماء و صفات الٰہیہ ــــــ

اما انسان کہ ہیچ مذکور است تا در آں وقت در آں قطب الٰہ مشہود بود الخ ۱۲

حالانکہ حضرت بندگی میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ فرہ علاقہ خراسان سے گجرات کو واپس ہوئے ہیں نہ ایران سے بلکہ حضرت عمر بھر میں کبھی ایران کو تشریف نہیں لے گئے ہیں۔

اسی طرح صفحہ ۱۳۰ پر آپ لکھتے ہیں:-

"برہان نظام شاہ نے سید محمد جونپوری کے پوتے سے اپنی بیٹی کی طلاق حاصل کی"۔

یہ واقعہ طلاق بھی محض غلط ہے۔ برہان نظام شاہ کی بیٹی بی بی فاطمہ عمر بھر اپنے شوہر حضرت بندگی میاں سید میراں جی رح کے ساتھ رہیں اور بعد مرگ بھی اپنے شوہر کے پہلو میں دفن ہیں چنانچہ موضع لاکھ تعلقہ راہوری ضلع احمد نگر میں بی بی فاطمہ اور بندگی میاں سید میرانجی رح کی قبریں بازو بازو ہیں جو مقامی لوگوں میں عام طور پر مشہور ہیں۔

غرض اس قسم کی بے تکی واقعہ نگاری کے بیشمار نمونے آپ کی تحریر میں موجود ہیں جن کا نہ آپ نے ماخذ بتایا ہے اور نہ اس قسم کے بے سروپا ہفوات کی تحقیق کی ہے۔

اسی ضمن میں آپ کی اس تاریخی غلطی اور اخلاقی کمزوری کو کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا جو آپ نے لکھا ہے کہ:-

"چونکہ مہدویہ کے پاس ہدیۂ مہدویہ کی تحریروں کا کوئی علمی جواب نہ تھا انھوں نے زبانِ قلم کے بجائے زبانِ تیغ سے اسکا جواب دینا چاہا" الخ

حالانکہ جو واقعہ آپ نے لکھا ہے اسکی حیثیت ایک شخصی فعل کی تھی جس سے تمام قوم کو

کوئی تعلق نہیں اور یہ بھی صحیح خلاف واقعہ غلط بیانی ہے کہ پیشوایان مذہب کا جنت کی ترغیب دلانا اس واقعہ کا باعث تھا۔ اس کے اصلی واقعات واسباب شاید آپ کو معلوم نہیں ہیں۔ ہدیۂ مہدویہ کی اشاعت کے بعد ہی اسکے متعدد جوابات لکھے گئے۔ جن میں سے تمام مطبوعہ جوابات اور بعض غیر مطبوعہ جوابات کے اکثر حصے مولف صاحب ہدیہ کی نظر سے گزر چکے تھے۔ لیکن اسکے بعد بھی مؤلف صاحب "ہدیہ" کو اپنی غلط رائے اور دل آزار تحریرات پر اصرار ہی رہا اور انھوں نے اپنی غلط بیانیوں اور بہتانات وافترا پردازیوں اور خصوصاً حضرت امامنا مہدی علیہ السّلام کی جناب میں بے ادبی - وریدہ دہنی اور آپ کے فرامین میں لفظی ومعنوی تحریفات کرکے عوام کو مغالطہ دہی اور مہدویہ کو واجب القتل قرار دینے کی تائید کرکے آتش فتنہ کو بھڑکانے کی جو رکیک و ناشائستہ کوشش کی تھی اس کی کوئی تلافی نہیں کی بلکہ مزید براں اندرونی طور پر ہدیۂ مہدویہ کو پیش کرکے دوسرے فرقہ ہائے اسلامی کو مہدویہ کے مقابل برانگیختہ کرنا شروع کیا۔

اہل نظر سے پوشیدہ نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کعب بن اشرف ایک شاعر تھا جو اسلام وبانیٔ اسلام صلعم کی ہجو کرتا اور کفار و مشرکین عرب کو آنحضرتؐ اور مسلمانوں کے مقابل آمادہ جنگ کرتا رہتا اور ہر طرح رسول اللہ صلعم اور مسلمانوں کو جسمانی وروحانی تکلیف پہنچانے کی کوشش میں لگا رہتا تھا۔ ایک روز رسول اللہ صلعم نے ارشاد فرمایا کہ کعب بن اشرف کو کون قتل کریگا کیونکہ اسنے خدا کو اور خدا کے رسول کو ایذا دی ہے۔ محمد بن مسلمہ نے عرض کیا

یارسول اللہ کیا آپ پسند فرماتے ہیں کہ میں اُسکو قتل کروں؟ فرمایا ہاں! عرض کیا لیکن اُس کو فریب دینے اور اُس کے قتل پر قادر ہونے کے لئے چند ایسی باتیں کہنے کی ضرورت ہے جو اسلام کے خلاف اور جناب اقدس میں بے ادبی کا باعث ہیں۔ کیا اِن کی اجازت ہے؟ فرمایا مضائقہ نہیں تم جو کچھ چاہتے ہو کہو اور جس طریقہ سے بھی اسکو قتل کر سکتے ہو کرو۔ اِس حکم کی بناء پر محمد بن مسلمہ نے چند اور آدمیوں کے ساتھ کعب بن اشرف کو حیلہ و فریب دیکر قتل کیا اور اس کا سر لاکر رسول اللہ صلعم کے قدوم مبارک پر ڈال دیا حضرت بہت مسرور ہوئے اور خدا تعالےٰ کا شکر ادا فرمایا۔

اِسی طرح ابو رافع بھی حجاز کا ایک تاجر تھا جو رسول اللہ صلعم اور مسلمانوں کو تکلیف دیتا اور مشرکین عرب کو مالی مدد دیکر ان میں اور مسلمانوں میں منافرت اور جنگ و جدال پیدا کرنے کے اسباب فراہم کرتا رہتا تھا۔ بعض صحابہ نے جو قبیلہ خزرج سے تھے رسول اللہ صلعم سے عرض کیا کہ جس طرح قبیلہ اوس نے کعب بن اشرف کو قتل کیا ہے اُسی طرح ابو رافع کو قتل کرنے کی ہمیں اجازت ہو۔ حضرت نے اجازت دی اور عبداللہ بن عتیک کی سرکردگی میں ایک چھوٹی سی جماعت کو اُس کے لئے مقرر فرمایا جب عبداللہ بن عتیک ابو رافع کو قتل کرکے حاضر خدمت ہوئے رسول اللہ صلعم نے عبداللہ کو بشارت دی اور اظہار خوشنودی فرمایا[1]

---

[1] کعب بن اشرف اور ابو رافع کے قتل کے واقعات کو شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے صحیح بخاری اور دوسری کتب حدیث و سیر سے مدارج النبوۃ میں بالتفصیل لکھا ہے جس کا ضروری اقتباس یہ ہے کعب بن اشرف شاعر بود و دائم بہ ہجو رسول خدا و مسلمانان مشغول بودے و ایذائے و شیانی نمودے و کفار قریش را بر محاربہ

ان دونوں کے علاوہ بعض دوسرے فتنہ پرداز اور خدا اور رسول کی توہین کرنیوالے
مرد اور عورتیں بھی اسی طرح قتل ہوئی ہیں۔ کیا آپ فرمائیں گے کہ مسلمانوں نے انکو

بقیہ حاشیہ صفحۂ گذشتہ
آنحضرت تحریص کردے و چون خبر فتح در بدر بوے رسید و شنید کہ صنادید قریش کشتہ شدند بسیار ملول شد و بسوی
قریش بمکہ رفت و بر کشتگان بدر گریہا و مرثیہا گفت درضمن آن تحریص کفار کرد بر جنگ آنحضرت صلعم . . .
روایت است از جابر کہ گفت پیغمبر خدا صلعم من لکعب بن الاشرف فرمود آنحضرت کیست کہ متعہد
شود در قتل ابن اشرف را زیرا کہ وے بتحقیق ایذا کردہ است خدا و رسول خدا را پس بایستاد محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ
گفت یا رسول اللہ آیا دوست میداری کہ بکشم او را۔ فرمود۔ نعم ۔ و محمد بن مسلمہ بحضرت عرض کرد اگر در احتیال
قتل او فریب دادن وے بعضے سخنہا کہ لائق بحضرت نیست در شکایت و نقص عہد جناب رسالت وارد گفتہ شود
اذن ہست؟ فرمود آنحضرت بگو ہرچہ میخواہی رخصت دادم ہر طور کہ میدانی۔ پس رفت محمد بن مسلمہ نزد کعب گفت
این مرد یعنے آنحضرت بتحقیق سوال می کند از ما صدقہ را یعنے از اموال ما صدقات از زکوٰۃ و غیر آن میطلبد
و در تعب انداختہ است ما را یعنے با خذ صدقات و بہ تکالیف دیگر کہ تشریع کردہ است در حدیث بخاری صحیح آمدہ است
..... گفت کعب بخدا سوگند ملول خواہید گشت از وے یعنے ضرر وے زیادہ برین حال خواہد شد
و محنت خواہید دید از وے ۔ گفت محمد بن مسلمہ ما خود متابعت او کردہ ایم ما او را . . . .
خوش نداریم کہ ما بگذاریم و از سخن خود برگردیم ۔ تا طوق این سخن بر گردن ما شد ۔ گفت محمد بن مسلمہ و بعد
ازین مواد کہ بمشاورت دیگر کارسازیہا بودند و ابو نائلہ کہ وے نیز ہمراہ بود کہ ما را احتیاج روے نمودہ آمدہ ایم
پیش تو کہ قرض دہی ما را یک وسق یا دو وسق شک راوی است از طعام . . . گفت کعب نعم قرض میدہم
شما را بشرطیکہ چیزے گرو نہید نزد من ۔ گفتند چہ گرو نہیم نزد تو گفت زنان خود را گرو نہید گفتند چگونہ
گرو نہیم زنان را و حال آنکہ تو جمیل ترین و خوش شکل ترین مردمان عربی یعنے زنان میل دارند بصحبت جمیلہ

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ

وچوں بحضور شریف آمدند سر پلید آن دشمن خدا را پیش پائے مبارک آں سرور بر خاک مذلت افگندند و آں اول سرے بود کہ
بر داشتند در اسلام آں حضرت صلعم شکر خداوند تعالیٰ بتقدیم رسانیدند و آب دہن خود را بر جراحت حارث بن اوس کہ از شمشیر
یاران رسیدہ بود و خون میرفت بمالید فی الحال بہم آمد و بہ شد۔

و ہم دریں سال بعد از قتل کعب ابن الاشرف قتل ابو رافع تاجر حجاز بود و ایں غریب تر از قتل کعب است۔
تقریرے آنست کہ چوں قاتلان کعب از قبیلہ اوس بودند کار خطیر بتوفیق الٰہی بتقدیم رسانیدند و خدمت شائستہ کردند
در خاطر قبیلہ خزرج نیز داعیہ پیدا شد کہ ایشاں نیز یکے از اعدائے دین کہ عدیل و نظیر کعب باشد بقتل رسانند و بعد تشاور
میاں خود قرار دادند کہ ابو رافع است کہ وے نیز ایذاے پیغمبر و مسلمانان میداد و ہر روز اعانت می نمود مشرکان را بمال
و منال خود بر جنگ وے صلعم و از ایں عبارت ظاہر می شود کہ از حضرت رسول صلعم ابتدا امر بقتل ابو رافع و تحریص بران واقع
نہ شد بلکہ ایشاں قتل او را درخواستند و آنحضرت اذن داد ایشاں را بداں و جماعت از مردان ایشاں برآں برگماشت
و عبداللہ بن عتیک را بر ایشاں امیر ساخت و بعد از رخصت بجانب خیبر کہ حصار ابو رافع در آنجا بود روان شدند
وچوں آنجا رسیدند وقت غروب کہ چہار پایان قوم از چراگاہ بازگشتہ بحصار در آمدند عبداللہ بن عتیک یاران
خود گفت کہ شما نشینید بجائے خود باشید تا من بہ دربان تلطفے نمودہ دارو اختلاطے کردہ بدر حصار
آیم و شما را نیز در آرم پس نزدیک بحصار رفت و سر خود را پوشید چنانچہ برائے قضائے حاجت میکنند بنشست و خود را
چناں نمود کہ گویا از اہل حصار است پس بواب ندا در داد کہ اے بندہ خدا اگر میخواہی کہ در آئی زود در آ کہ میخواہم
در را ببندم پس در آمدم و پنہاں در جائے کہ مربط حمار بود نشستم و درنگ کردم و چوں مردم با ابو رافع طعام
خوردند و حدیث کردند و برگشتند و از پیش وے برآمدند و ساکن شد حرکات و فرو نشست اصوات و حصار [illegible] بواب
دیدم کہ مفتاح باب را در طاقچہ نہاد و بخواب رفت برخاستم و گرفتم مفتاح و کشادہ در باب [illegible] آنچہ در حصار [illegible]

کوئی علمی جواب مسلمانوں کے پاس نہ تھا۔ اور کیا اسی وجہ سے بغیر زبان قلم کے بجائے
زبان تیغ سے جواب دیا گیا تھا۔ غالباً کوئی ذی علم اور سمجھدار مسلمان تو ایسا نہیں کہہ سکتا

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ

اہل حصار بیابند مرا و خبردار شوند از من۔ آیا ساقی نگریستہ و بیرون رفتم۔ بعد از ان خبردار شدم کہ ابو رافع در بالاخانہ
است و بیدار است و قصہ خوانے پیش او قصہ می خواند و در حدیث بخاری آمدہ کہ افسانہا می خواند و چون فارغ شد
ابو رافع بخواب رفت آنگاہ در رسیدہ بالاخانہ را کشادم و باندرون رفتم و در ہر خانہ کہ کشادم از درون بستم
تا اگر مطلع شوند بمن نرسند بمن تا بخانہ رسیدم کہ ابو رافع دران خانہ است دیدم او را کہ در خانہ تاریک میان
اہل و عیال خود خفتہ است و نمی یابم کہ در کدام جانب خانہ خفتہ است پس ندا کردم و گفتم یا ابا رافع پس
بیدار شد و گفت این کیست پس بسوے آواز وے شمشیر انداختم و از غایت دہشت کہ بر من استیلا یافتہ بود
شمشیر کارگر نیامد پس فریاد کرد ابو رافع و بیرون آمدم من از خانہ و بعد از لحظہ باز آمدم در خانہ و آواز خود را
تغیر دادم و چنان آواز کردم کہ فریاد رسی میکنیم مر او را و گفتم اے ابو رافع این چہ آواز بود گفت وائے مادر تو
شخصے در خانہ است و تیغ بر من زدہ این مرتبہ نیز بسوے آواز وے شمشیر زدم ہنوز کفایت نشد شمشیر
خود را بر شکمش نہادم و چندان زور کردم کہ از پشتش بیرون آمد تا آنکہ شنیدم آواز استخوان او را و تمام شد
کار وے پس کشادم درہائے خانہ را یک بیک تا رسیدم بزینہ پایان پا در شب مہتاب نہادم و پنداشتم کہ
زمین است بیفتادم و شکست پائے من [illegible] پس ساق پاے من شکستہ شد پس آن شکستہ را بہ دستار خود بستہ بر
یاران خود روان شدم و بہ یاران خود ملحق شدم و توقف کردیم تا برآمدن صبح چنانکہ شنیدیم آواز نوحہ گران
و شنیدیم مردم را کہ گفتند ابو رافع تاجر حجاز کشتہ شد تا برداشتہ آوردند مرا نزد آنحضرت و آنحضرت
گفت کہ بشارت باد ترا اے عبد اللہ پس دست مبارک خود بر پاے شکستہ من کشیدند پس شفا یافتم علی الفور ۱۲

پس جس طرح کسی مہدوی کا الفتنۃ اشد من القتل کی تعمیل کرنا
بجائے خود حق و درست تھا اور جب کبھی بھی کسی سے بھی ایسی صورتیں پیش آتی رہیں گی
قیامت تک حق و درست رہے گا۔

(۱۰) آپ نے صفحہ (۳۰۵) پر لکھا ہے کہ:-

"سید نے اسلام کے شارع عام کو چھوڑ کر اور اسلامی عقائد سے روگردانی
کر کے ایک نئے فرقہ کی بنیاد ڈالی"

اسی طرح اس تمام تحریر میں جابجا مہدویہ کے عقائد و اعمال کو اسلامی عقائد و اعمال
کے خلاف بتانے کی آپ نے غلط جد و جہد کی ہے لیکن کوئی بھی منصف مزاج اس
حقیقت کو نظر انداز نہیں کر سکتا کہ وہ امور جو کسی کی افترا پردازی کا نتیجہ ہیں
وہ مہدویہ کے عقائد نہیں ہیں اور جو مہدویہ کے عقائد ہیں وہ حقیقت میں قرآن
و حدیث کے مطابق اور عین اسلامی عقائد ہیں۔ اگر کسی نے ان کو اپنی کج فہمی
سے جدید اور اسلامی عقائد کے خلاف سمجھا ہے تو یہ اس کی سمجھ کی غلطی ہے
چنانچہ مشرکین قریش دین اسلام کو دین ابراہیم کے خلاف نیا دین ہی کہا کرتے
تھے۔ یہ ان کی سمجھ کی غلطی تھی جو انہوں نے دین ابراہیم کو اپنے خیالات فاسد
کے دائرے میں محدود کر لیا اور اسی کو دین ابراہیم سمجھ رکھا تھا۔ اسی طرح کوئی
شخص اسلامی احکام کو صرف اپنے خیالات کی مطابقت میں محدود کر لیا ہو تو یہ
اس کی سمجھ کی غلطی ہوگی۔

حال ہی میں رسالہ نگار سر لکھنو نے مہدویہ پر بعض نا واجبی اعتراضات
کئے تھے جن کا بعض حصہ ٹھیک وہی ہے جو آپ نے ردِ مہدویہ کے حوالے سے اس کتاب میں

سپرد قلم کیا ہے۔ ان اعتراضات کا جواب کسی قدر تفصیل کے ساتھ دیا گیا ہے۔ اس رسالہ
کا نام **تنویر الابصار** بجواب اعتراضات رسالہ نگار ہے۔ جس میں ان عقائد و اعمال
کی حقیقت سے بحث کی گئی ہے جن کو معترض نے قابل اعتراض خیال کیا تھا۔ اس کے مطالعہ
سے واضح ہوگا کہ معترضین نے مہدویہ کی کتابوں کے مضامین یا ان کے عقائد و اعمال کی
اصلی شکل کو کس قدر مسخ کر کے پیش کیا ہے۔

(۱) مذہبی مسائل میں افہام و تفہیم اور احقاق حق کی غرض سے بحث و تحقیق
کرنے کی حد تک کوئی مضائقہ نہیں لیکن کسی مصنف کا اپنے فرائض کے حدود سے
آگے بڑھ جانا اور کسی مذہب کی تشریح غلط کرنا اور اس کے سیدھے سادے احکام
کو عمداً یا اپنی کج فہمی سے توڑ موڑ کر بگاڑ کر صورت میں پیش کر کے عوام کو مغالطہ دینے
اور مسلمانوں میں باہمی منافرت پیدا کرنے کا مرتکب ہونا۔ اہل مذہب کو توہین آمیز
الفاظ سے یاد کرنا کسی جماعت کے مقتدر و علیہ بزرگوں کی جناب میں ان کے خلاف شان بے ادبانہ
انداز بیان اختیار کرنا اسلامی احکام کے صریح خلاف بلکہ اخلاق و شرافت کے بھی منافی ہے
کاش آپ کا قلم بھی صحیح واقعہ نگاری یا زیادہ سے زیادہ اعتراضات کی حد تک
محدود رہتا اور سب و شتم کے میدان میں جولانی نہ کرتا۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ:۔

(الف) نہ صرف آپ نے ایک مخالف مہدویہ کی پر از اغلاط کتاب کو اپنے معلومات

ملنے کے پتے:۔

(۱) سید حمید صاحب اہل فضل۔ دائرۃ الاسلام چنپٹن علاقہ میسور
(۲) سید جعفر صاحب تاجر [illegible] متصل [illegible]۔ شہر بنگلور
(۳) مکتبہ ابراہیمیہ [illegible] روڈ۔ حیدرآباد دکن۔

کا ذریعہ بنایا اور ان معتوقات شدید پر مہدویہ کی نسبت غلط فہمی پیدا کرنے کی بنا رکھی۔

(ب) اور نہ صرف اپنے مضمون میں تاریخ و سیر کی ناقابل عفو اغلاط کا ارتکاب کیا اور حضرت امامنا مہدی علیہ السلام اور آپکے اصحابؓ وغیرہ کے نام سے ایسی باتیں سپرد قلم کیں جنسے مہدویہ کے کان آجتک آشنا نہیں۔

(ج) اور نہ صرف یہ کہ عقائد و اعمال مہدویہ کے متعلق بدنامی پیدا کرنے کی انتہائی کوشش کی اور اُن کو "مہدوی خرافات و کفریات" صفحہ ۱۱۵ خرمن الحاد ۲۹۲ وغیرہ اشتعال انگیز الفاظ سے تعبیر کیا

(د) اور نہ صرف یہ کہ آپنے مہدویہ اور بزرگان مہدویہ کی نسبت وہ توہین آمیز انداز بیان اختیار کیا ہے اور وہ رکیک و ناشایستہ الفاظ استعمال کئے ہیں جو نہ صرف تہذیب و شایستگی بلکہ شرافت و انسانیت سے بعید ہیں اور جن سے ہر دیکھنے اور پڑھنے والے کو روحانی صدمہ ہوتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے مہدویہ کی نسبت آپنے نے بکمال افشانی کی ہے۔

"ملاحدہ مہدویہ صفحہ ۳۱۵ گمراہ فرقہ صفحہ ۳۱۶ بڑا مفسد گروہ ہے صفحہ

مبتدع فرقہ صفحہ ۳۰۹ مہدوی بدکار صفحہ ۳۱۹ حق فراموش مہدوی صفحہ ۲۹۹

مہدوی گم کردگان رہ صفحہ ۳۱۴ دنیا پرست خوندمیر صفحہ ۳۰ وغیرہ"

(ہ) صرف یہی نہیں کہ آپنے بالاسی نہ تحریک کے جو مہدویہ کا طرف سے آپکے ساعد ملکیگی ہو آپ نے ایک جماعت کثیر کو اپنی بدگوئی کا نشانہ بنایا ہے بلکہ سینہ آنسو سنگ کا فتنہ ہوتا۔ آنکھوں سے خون ٹپکنے لگتا۔ اور دل ناقابل برداشت روحانی صدمہ محسوس کرتا ہے جب آپکی وہ دل آزار اور دلخراش تحریریں اور بے ادبیاں

لکھی اور پڑھی جاتی ہیں جو آپ نے ایک جماعت کثیر کے اس مقتدا کی جناب میں کی ہیں جو اُس جماعت کے اعتقاد میں امام مہدی موعود خلیفۃ اللہ معصوم عن الخطا داعی الی اللہ ہے مثلاً آپ لکھتے ہیں کہ:-

"نادان مہدوی اتنا نہیں سمجھتے کہ سید کو مہدویت کی بشارت دینے والا بزرگ صورت اُس شیطان رجیم کے سوا اور کوئی نہیں تھا جس نے بنی آدم کو گمراہ کرنے کا عہد کر رکھا ہے صـ۲۹۹"

"افسوس کہ سید کے رفقائے سفر میں کوئی بھی ایسا ذی علم اور حسب صاحب عقل و تدبر نہیں تھا جو حق گوئی سے کام لیکر سید سے کہتا کہ صاحب آپکے مہدویت کے جملہ الہام شیطانی ہیں۔ صـ۱۰"

"اگر جونپوری بھی نورانی پیکر کو دیکھکر احادیث نبویہ کی طرف رجوع کرتا تو کبھی ممکن نہ تھا کہ اُسے اسلام کے شارع عام سے بُعد و بعید نصیب ہوتا لیکن شیطان کے ایک ہی پرتو جمال سے اس کی آنکھوں پر ان احادیث نبویہ کی طرف سے پردہ چھا گئی صـ۳۰ وغیرہ"

اس قسم کی گستاخی اور دل آزاری کو کوئی کس طرح گوارا کر سکتا ہے؟ اس امر کا فیصلہ کرنا ہر منصف مزاج شخص کے لئے اس طرح آسان ہے کہ وہ خود اپنی اور اپنی قوم اور اپنے معتقد علیہ بزرگوں کی نسبت اسی قسم کی توہین، بدگوئی اور دل آزاری کا تصور کرے کہ وہ کس حد تک اس کو برداشت کر سکے گا؟

چونکہ آپ نے کتاب آئمہ تلبیس کے دیباچہ میں ضروری التماس کے تحت یہ لکھا ہے کہ "میں نے اپنی ناچیز استعداد کے مطابق کوشش کی ہے کہ واقعات"

"کو ان کے صحیح رنگ میں پیش کروں۔ تاہم میرا گمان ہے کہ کتاب غلطیوں سے پاک نہیں ہے۔ اسلئے اہلِ نظر سے ملتمس ہوں کہ جو جو اغلاط دیکھیں ازراہِ عنایت مجھے مطلع کردیں۔ تاکہ اگر اشاعت ثانی کی نوبت آئے تو ان کی اصلاح کردوں"

اس لئے بطور نمونہ چند امور آپ کی توجہ کے لئے پیش کئے گئے ہیں اگر ان تمام وجوہ پر انصاف و دیانت کے ساتھ غور کیا جائے تو ثابت ہوگا کہ بقیہ مضامین بھی جو حضرت سید محمدؐ جونپوری مہدیٔ موعود علیہ السلام اور مہدویہ سے متعلق ہیں ان کا بڑا حصہ غور کرنے کا محتاج ہے وَاٰخِرُ دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین فقط

کتاب ملنے کے پتے

(۱) محمد شرف الدین واولادہ الکتبی بھنڈی بازار بمبئی نمبر (۳)

(۲) سید عبداللہ نور بیڑی مرچنٹ مین روڈ چن پٹن ضلع میسور

(۳) مکتبہ ابراہیمیہ عابد روڈ - حیدرآباد دکن۔

مطبوعہ
الکلام الیکٹرک مشین پریس بنگلور سٹی